اسلم جمشید پوری اردو افسانے کی ایک منفرد آواز: ایک تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر ارشاد سیانوی

Deptt. of Urdu C.C.S. University, Meerut.

ملخص

پروفیسر اسلم جمشید پوری کا شمار عصر حاضر کے منفرد افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔نئی صدی کے افسانہ نگاروں کی اگر فہرست تیار کی جائے تو اس میں اسلم جمشید پوری کو قدر کی نگاہ سے دیکھا پرکھا جاتا ہے۔اس معتبر افسانہ نگار پر الہ آباد یونیورسٹی کی صدر شعبہء عربی فارسی، پروفیسر صالحہ رشید صاحبہ نے ایک منفرد کتاب ''اسلم جمشید پوری اردو افسانے کی ایک منفرد آواز: ایک تجزیاتی مطالعہ'' لکھی جس میں اسلم صاحب کی افسانہ نگاری، شخصیت، ادبی خدمات، افسانوی مجموعوں پر نظر ثانی کی گئی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ پروفیسر اسلم جمشید پوری کی تمام حیات ادبی خدمات میں بسر ہوئی ہے اور یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔انہیں ابتداء سے ہی پڑھنے پڑھانے کا شوق رہا۔ان کی تصنیف و تالیف کی تعداد بھی دو درجن سے زائد ہے۔ پروفیسر صالحہ رشید کی کتاب '' اسلم جمشید پوری اردو افسانے کی ایک منفرد آواز: ایک تجزیاتی مطالعہ'' ایک اہم کتاب ہے جس میں اسلم صاحب کی فکری، فنّی اور تنقیدی صلاحیت کو اُجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔مصنفہ کی یہ ایک ایسی منفرد اور عمدہ کوشش ہے جسے ادب کے قارئین کو دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔اس کتاب میں اسلم جمشید

پوری کے افسانوں ''لینڈرا''، ممتا کی آواز، افق کی مسکراہٹ، عقل مندلڑکا، جاگتی آنکھوں کا خواب، دکھ نکلوا، کولاژ، عیدگاہ سے واپسی وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے صاحب کتاب کی فکری وفنی صلاحیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ کتاب کے آخر میں اسلم جمشید پوری کی منفرد تنقیدی نگارشات کو فنکارانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

مجموعی اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ عہد حاضر کے ممتاز افسانہ نگاروں میں پروفیسر اسلم جمشید پوری ایک اہم شخصیت کا نام ہے۔ کتاب کے ابتداء میں ''وہ پانچ دن'' کے نام سے شعبۂ اُردو چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی میں ہونے والے پانچ روزہ سیمینار ورکشاپ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے بعد اسلم جمشید پوری کے افسانوں کے فکری امتیازات کو منفرد انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ پروفیسر اسلم جمشید پوری پر لکھی گئی اس کتاب کے مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اچھا ادیب اچھے مقاصد کے لیے جب قلم اُٹھاتا ہے تو اس زورِ قلم کی نوک سے بیش قیمتی تصانیف نکلتی ہیں جن سے ادب کے قاری مستفید ہوتے ہیں۔

پروفیسر شارب ردولوی اُتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ سے شائع ہونے والی کتاب ''جوگندر پال'' کے صفحہ نمبر اٹھائس پر لکھتے ہیں۔:

> ''دنیا کی کوئی زبان ہو اس میں تخلیق پانے والا ادب مصنف کی زندگی، اس کی شخصیت، اس کے عہد، اس کے سماج، اس کے مشاہدات اور اس کے تجربات کا پرتو ہوتا ہے۔ ادیب چونکہ عام انسان کے مقابلہ میں زیادہ حساس ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے یہاں زندگی اور انسانی اقدار کا ادراک زیادہ گہرا اور زیادہ شدید ہوتا ہے۔ وہ اچھائی برائی، دکھ درد، خوشی غم، ظلم محبت نفرت، آلام اور مصائب کو زیادہ شدت سے محسوس کرتا ہے، بلکہ اپنے تخلیقی عمل میں بار باران سے گزرتا ہے۔''

پروفیسر اسلم جمشید پوری کا شمار افسانوی ادب کی ایسی ہی اہم شخصیات میں ہوتا ہے جو اپنی حیات ہی میں افسانوی ادب کے میدان کو وسیع کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ تجربہ کار حساس ذہن کے مالک ہیں۔ ممتاز افسانہ نگار اور اہم ناقد کے طور پر منفرد اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ اپنی تخلیقات کے ذریعہ سماج میں پیار محبت اور آپسی میل جول کی دعوت فکر میں مشغول نظر آتے ہیں۔ سماجی تہذیبی معاشرتی اقدار سے مانوس ہیں، بالکل اسی طرح صاحب کتاب پروفیسر صالحہ رشید کا یہ خیال بھی قابل تحسین ہے کہ:

> ''اسلم نے حساس طبیعت پائی ہے۔ جس میں اضطراب بھی در آیا ہے اور یہ اضطراب سنجیدگی، فکر مندی اور تجزیہ پسندی سے عبارت ہے۔ جو ذلت کی حدیں پار کرتا ہوا اجتماعیت میں داخل ہو گیا ہے۔ آپ عملی طور پر ہمہ وقت معاشرہ کی بہبود کے لئے کوشاں رہتے ہیں، چونکہ آپ فنکار ہیں۔ اس لئے معاشرتی سرگرمیاں آپکی فکر و نظر پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں، اور یہیں سے سماج کو ادب سے جوڑنے کے عمل کا آغاز ہوتا ہے۔''

پروفیسر اسلم جمشید پوری نے 'افق کی مسکراہٹ'، 'ممتا کی آواز'، 'عقل مند لڑکا'، 'جاگتی آنکھوں کا خواب'، 'لینڈرا'، 'کہانی محل'، 'عید گاہ سے واپسی' جیسے اہم تخلیقی کارناموں سے افسانوی ادب کو مالا مال کیا ہے۔ ان تخلیقات میں سماجی بُرائی، خواتین کا درد والمیہ، گاؤں دیہات میں دبے کچلے لوگوں کے مسائل کی حقیقی تصاویر پیش کی گئی ہیں۔ گاؤں دیہات کے کچے مکانوں کی سوندھی خوشبو ایک جانب دیہی پس منظر کی عکاسی کرتی ہے تو دوسری جانب ان تصانیف میں گاؤں دیہات کے عوام کی تکالیف کے نئے نئے در کھلتے نظر آتے ہیں۔ پروفیسر اسلم جمشید پوری کی زندگی کا بیشتر حصّہ اردو زبان وادب کی خدمت اور درس و تدریس میں ہی بسر ہوتا ہے۔ ان کی تصنیف و تالیف کردہ کتابوں کی تعداد دو درجن سے بھی زائد ہے۔ قدر شناسی کے طور پر انہیں مختلف اداروں، تنظیموں اور اکیڈمیوں کے ذیعہ بہت سے ایوارڈز سے بھی نوازا گیا ہے۔ انکی حیات وادبی کائنات

پر کئی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب ''اسلم جمشید پوری: اردو افسانے کی ایک منفرد آواز '' بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ جسے پروفیسر صالحہ رشید نے بڑی فنکارانہ چابکدستی کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔

پروفیسر اسلم جمشید پوری کی تنقیدی کتب میں 'جدیدیت اور اردو افسانہ'، 'ترقی پسند اردو افسانہ'، 'آزادی کے بعد اردو افسانہ:تعبیر وتنقید'، 'اردو فکشن تنقید و تجزیہ'، 'تفہیم شعر'، 'فکشن کے پانچ رنگ تجزیے، عصمت شناسی (مرتبہ) انتظار شناسی (مرتبہ) جوگندر پال (مرتبہ) وغیرہ کے ذریعہ پروفیسر اسلم جمشید پوری کی تنقیدی بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ پروفیسر صالحہ رشید نے اسلم جمشید پوری کی ادبی تنقیدی تخلیقات کا تہہ دار مطالعہ کرکے ان کی افسانہ نگاری پر یہ منفرد کتاب قارئین کے ہاتھوں میں تھما کر عمدہ ادبی کارنامہ انجام دیا ہے۔

پروفیسر صالحہ رشید الہ آباد یونیورسٹی کے شعبہء عربی و فارسی میں صاحب صدر ہیں۔ ان کی کتاب اسلم جمشید پوری: اردو افسانے کی ایک منفرد آواز کو عرشیہ پبلی کیشنز نے منفرد کور پیج کے ساتھ شائع کیا ہے۔ پروفیسر صالحہ رشید عصر حاضر کی ممتاز محقق و ناقد ہونے کے ساتھ ساتھ فارسی زبان وادب کے اسرار و رموز سے بخوبی آشنا ہیں۔ انہوں نے پروفیسر اسلم کی افسانہ نگاری کے تعلق سے جو کتاب تحریر کی اس کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کتاب میں اسلم صاحب کی افسانہ نگاری کے تعلق سے جو افسانے رقم کئے گئے ہیں ان افسانوں کے تجزیوں، تنقیدی نگارشات اور تجربات کے ساتھ ساتھ صاحب کتاب کی فارسی زبان کا رنگ بھی شامل ہے۔ افسانہ 'لینڈرا' کا موازنہ پروفیسر صالحہ رشید نے بچہ مردم (فارسی) سے کیا ہے۔ انکی یہ کتاب اردو زبان میں 2018ء میں شائع ہوئی، اسے دہلی کے مشہور عرشیہ پبلی کیشنز نے شائع کیا۔

پروفیسر صالحہ رشید کی کتاب ''اسلم جمشید پوری: اردو افسانے کی ایک منفرد آواز'' کے مطالعہ سے مصنفہ کی فکری، تحقیقی وتنقیدی صلاحیت ور جحانات کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مصنفہ کی یہ ایک ایسی منفرد تحقیقی وتنقیدی ہے جس کے مطالعہ سے پروفیسر اسلم جمشید پوری کی افسانوی کائنات کو سمجھنے

میں مدد ملتی ہے۔ کتاب کے شروع میں صاحب کتاب پروفیسر صالحہ رشید کا تحریر کردہ 'پیش لفظ' شامل ہے۔ جس میں مصنفہ نے اسلم جمشید پوری کے افسانوں لینڈرا، ممتا کی آواز، افق کی مسکراہٹ، عقل مند لڑکا، جاگتی آنکھوں کا خواب، دکھ نکلوا، کولاژ، عیدگاہ سے واپسی وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور اپنی ناقدانہ نگارشات کا ثبوت پیش کیا ہے۔

پیش لفظ کے بعد کتاب میں تیرہ ابواب شامل ہیں۔ جس میں پہلا باب ''وہ پانچ دن'' کے نام سے ہے جس میں شعبہء اردو چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی، میرٹھ میں ہونے والے پانچ روزہ سیمینار، ورکشاپ کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرا باب ''اسلم جمشید پوری کے افسانوں کے فکری و فنی امتیازات'' ہے۔ افسانہ نگار کے سبھی افسانے تجربات و مشاہدات سے پُر ہیں اور افسانوں کے کرداروں کا تعلق بھی زمینی سچائی سے ہے۔ موضوعات میں تنوع اور کرداروں میں فکری جزبات کی چاشنی دکھائی دیتی ہے۔ ممتاز افسانہ نگار انجم عثمانی نے اسلم جمشید پوری کے افسانوں کے موضوعات کے تعلق سے کتنی عمدہ بات لکھی ہے ''موضوعات کے اعتبار سے ڈاکٹر اسلم جمشید پوری کے افسانوں میں تنوع بھی ہے اور افسانوں کے کردار بھی منفرد ہیں۔ ان منفرد موضوعات والے افسانوں میں لینڈرا، موت کا کنواں، یہ ہے دلی میری جان وغیرہ شمار کئے جا سکتے ہیں۔''

ایسے ہی جذبات و خیالات میں اضافہ کرتے ہوئے صاحب کتاب پروفیسر صالحہ رشید ''اسلم جمشید پوری: اردو افسانے کی ایک منفرد آواز'' میں لکھتی ہیں۔:

> ''اسلم کے افسانوں کے موضوع میں جتنا تنوع ہے انکے کردار بھی اسی مناسبت سے طرح طرح کے نظر آتے ہیں۔ چند افسانے تو کسی کردار کو لے کر ہی تخلیق کئے گئے ہیں جن میں لینڈرا، شبراتی، لمبا آدمی وغیرہ کے نام خصوصی طور پر لئے جا سکتے ہیں۔ لینڈرا ان میں سر فہرست ہے۔ یہ ایک حاشیائی کردار ہے جس نے آپ کے افسانے میں مرکزیت حاصل کر لی

ہے۔آپ نے جن افسانوں کو گاؤں کے تناظر میں تخلیق کیا وہاں آپ اکثر
کردار کو لے کر جذباتی نظر آتے ہیں۔ لینڈرا، شبراتی وغیرہ اسکی مثال ہیں
۔آپ نے اپنے عمیق مشاہدہ کی بدولت ان کرداروں کو حاشیہ سے اٹھا کر
افسانے کے سر ماتھے تک پہنچا دیا۔ ''

کتاب کے مطالعہ سے پروفیسر صالحہ رشید نے اس کتاب میں افسانہ نگار ڈاکٹر اسلم جمشید پوری کی پوری افسانوی کائنات کا محاکمہ کرنے کی عمدہ کوشش کی ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ عہد قدیم میں فارسی کے افسانے 'بچہ مردم' کا موارنہ افسانہ 'لینڈرا' سے کیا گیا ہے۔صاحب کتاب کی یہ فنی چابکدستی ہے کہ جب 'لینڈرا' کا موازانہ فارسی کے قدیم افسانہ 'بچہ مردم' سے کیا جاتا ہے تو قارئین کی دلچسپی میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ پروفیسر صالحہ رشید نے اس کے علاوہ منٹو کے عہد کے چند اہم فارسی افسانہ نگاروں کا بھی تنقیدی و تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ڈاکٹر اسلم جمشید پوری کا افسانہ 'نادان' کا تجزیہ کرتے وقت صالحہ رشید کتنی عمدہ بات لکھتی ہیں:

''جن فنکاروں کو اپنی فکر پر اعتماد اور فن پر بھروسہ ہے انہوں نے افسانوی
ادب میں اعتبار حاصل کر لیا ہے ایسے ہی معتبر افسانہ نگاروں میں آج اسلم
جمشید پوری کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔''

پروفیسر صالحہ رشید فارسی کے مینمال کا تعارف اس انداز سے کراتی ہیں کہ قارئین کے دلوں میں بات اترتی چلی جاتی ہے اور قاری اردو افسانچہ کا ہمزاد مینمال میں دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ آخر میں اسلم جمشید پوری کی منفرد تنقیدی کاوش ''اردو فکشن کے پانچ رنگ'' کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔اس میں اسلم جمشید پوری نے داستان، ناول، ناولٹ، افسانہ، افسانچہ پر سیر حاصل تنقیدی گفتگو کی ہے۔

پروفیسر صالحہ رشید کی کتاب 'اسلم جمشید پوری: اردو افسانے کی ایک منفرد آواز' کے مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اچھا ادیب اگر اچھے مقاصد کے تحت اپنے قلم کے زور سے

سماجی معاشی مسائل کو افسانوی ادب اور فکشن تنقید میں پیش کرتا ہے تو یہ بات کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اس کے زورِ قلم سے کبھی فکشن کے پانچ رنگ منظرِ عام پر آتے ہیں تو کبھی منشی پریم چند کی روایت کا پاسبان ''عیدگاہ سے واپسی'' کا نزول ہوتا ہے۔ تجربہ کار ادیب کی حساس نظریں جب سماجی مسائل اور تہذیبی اقدار پر پڑتی ہیں تو سماج میں گری ہوئی نظروں سے دیکھا جانے والا لینڈرا آکر سب کے ذہنی توازن میں اس طرح اثر کرتا ہے کہ کبھی پیشانی پر بل پڑتے ہیں تو کبھی لوگوں کا ہاضمہ خراب ہونے لگتا ہے۔ کبھی ماتھے پر سلوٹیں لوگوں کی اچھی خاصی شکل کو تبدیل کر دیتی ہیں لیکن جب افسانہ نگار اسلم جمشید پوری کے افسانوی مجموعے ''لینڈرا'' پر قاری تہہ دار نظر کے تیر چلاتے ہیں اور ناقدین اپنی تنقیدی بصیرت کے حوالہ سے لینڈرا کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ ہی افسانوی مجموعہ '' لینڈرا'' عالمی اردو ادب میں اس قدر مقبولیت حاصل کرتا ہے کہ قارئین اس افسانے کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور دیگر صاحب نظر بھی ذوق نظر سے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ ممتاز ناقد عابد سہیل کا یہ اقتباس دیکھئے۔:

> ''اسلم جمشید پوری کا افسانوی مجموعہ ''لینڈرا'' ملا تو مجھے ذرا سی حیرت ہوئی، کیونکہ لوگ اپنے افسانوی مجموعوں کے نام ایسے رکھتے ہیں جن سے ذرا سی دھونس پڑے۔ جیسے باغ کا دروازہ، شہر آشوب۔ جینے والے، اور کچھ نہیں تو ''پھول کھلتے ہیں''۔ لینڈرا بھی کوئی نام ہوا۔ لیکن اس نام سے یہ ضرور احساس ہوا کہ اس میں کم سے کم باتیں نہیں بتائی جائیں گی اور نہ زیادہ تکلفات سے کام لیا جائے گا۔'' (ہماری آواز، ص 83 شعبۂ اردو چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی، میرٹھ 2015ء)

افسانہ نگار اسلم جمشید پوری کے افسانے 'لینڈرا' کا نام جس طرح ممتاز ادیب و ناقد عابد سہیل کو چونکاتا ہے اسی طرح خود مصنفہ یعنی صاحب کتاب پروفیسر صالحہ رشید بھی تعجب خیز نظروں سے اس افسانے کو دیکھتی پرکھتی ہیں اور لکھتی ہیں کہ:

''بہت ہی عجیب سا تھا وہ عنوان۔۔۔۔ لینڈرا۔۔۔۔ل ے ن ڈ را۔ یہ عنوان وہاں انگریزی میں بھی درج تھا LAINDRA انتہائی نامانوس تھا یہ لفظ۔ اس لفظ کو لے کر میں ایک عجیب سی الجھن کا شکار ہو گئی۔ کچھ زیادہ ہی توجہ طلب تھا یہ عنوان۔ ذہن پر بہت زور ڈالا۔ مگر اس کے کسی گوشے سے مدد کے امکان نظر نہیں آئے، کوئی ایسا در وا نہیں ہوا جس سے اس کے مفہوم پر روشنی کی کرن آ پڑتی، اندھیرا ہی اندھیرا، الجھن ہی الجھن۔ طرح طرح کے خیالات ذہن میں آنے لگے۔''

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی فنکار کی تخلیق کو دوسرا فنکار آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ کتاب کے تہہ دار مطالعہ سے صاحب کتاب نے اسلم جمشید پوری کی فنکارانہ صلاحیت اور افسانہ نگاری کو بخوبی سمجھ بھی لیا اور پرکھ بھی لیا تبھی تو آپ نے یہ کتاب تحریر فرمائی۔ کتاب کے سبھی موضوعات نئے اور منفرد ہیں مصنفہ کا انداز تحریر سادہ و سلیس ہے۔ اردو فارسی کے ذہنی توازن سے نکلنے والی یہ تصنیف پروفیسر صالحہ رشید کی فنی پختگی کی قوی دلیل پیش کرتی ہے۔ عالمانہ تنقیدی بحث سے مزین ہے۔ قارئین کے لئے نئی فکر کا آغاز ہے۔ کتاب کی طباعت عمدہ ہے۔ مجموعی اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب اتر پردیش ہی نہیں بلکہ عالمی ادبی افق پر اپنی منفرد شناخت رکھتی ہے۔ جب بھی پروفیسر اسلم جمشید پوری کے افسانوی ادب پر بحث ہوگی یہ کتاب ''اسلم جمشید پوری: اردو افسانے کی ایک منفرد آواز'' کارگر ثابت ہوگی اور ادبی محفلوں میں قدر کی نگاہ سے اس کتاب کا استقبال کیا جائے گا۔